© rasailojaraid.com

اَحکام و مسائل

شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ ☆
ترجمہ: کامران طاہر

حج سے متعلق بعض اہم فتاویٰ

بے نماز کے حج کا حکم

① **سوال:** ایسا شخص جو نہ تو نماز پڑھتا ہو اور نہ ہی روزہ رکھتا ہو اس حالت میں اس کے حج کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور اللہ سے اگر وہ توبہ کر لے تو کیا اس کے ذمہ ترکِ عبادات کی قضا ہے؟

جواب: نماز کو ترک کر دینا کفر ہے اور ملت اِسلامیہ سے خارج کر دینے والے اور اَبدی جہنم کا موجب ہے جس طرح کہ قرآن وحدیث اور اقوالِ سلف سے ثابت ہے لہٰذا وہ شخص جو نماز کا تارک ہے اس کے لیے مکہ میں داخل ہونا حلال نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوْا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ (التوبہ:۲۸)

''بے شک مشرک ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔''

اور اس حالت میں اس کا حج قبول نہیں ہے وہ کفر کی حالت میں حج کر رہا ہے اور کافر کی عبادت قبول نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ اِلَّآ أَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلَاةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ إِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ﴾

''ان کے خرچ کی قبولیت کے نہ ہونے کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور بڑی کاہلی ہی سے نماز کو آتے ہیں اور برے دل سے ہی خرچ کرتے ہیں۔''

رہا مسئلہ ان اَعمال کا جن کو وہ ترک کر چکا ہے تو اس پر ان کی قضا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ

انتخاب: فتاوٰی أرکان الإسلام لشیخ محمّد بن صالح العثیمین، مطبوعہ دار الثریا، الریاض

© rasailojaraid.com

فرماتے ہیں:﴿قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ﴾ (الانفال:۳۸)

''آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ باز آ جائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف کر دیئے جائیں گے۔''

جس سے ان جیسے گناہ سرزد ہو گئے ہوں چاہیے کہ وہ اللہ سے سچی توبہ کر لے اور اللہ کی اِطاعت میں ہمیشگی کرے اور اَعمال صالحہ کی کثرت سے اللہ کا تقرب حاصل کرے توبہ اور استغفار کثرت سے کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾

''(میرے بارے میں) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو جاؤ۔''

یہ آیت توبہ کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی پس ہر گناہ جس سے بندہ توبہ کرے خواہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کا گناہ ہی کیوں نہ ہو، اللہ اس کی توبہ ضرور قبول کرتا ہے۔ واللہ الهادي إلى سواء الصراط (فتاویٰ ارکان الاسلام، ص۴۹۹)

اِستطاعت کے باوجود حج کرنے میں تاخیر کرنا

② **سوال:** اکثر طور پر بعض مسلمان خاص طور پر نوجوانوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ فریضۂ حج کی اَدائیگی کی استطاعت اور وسائل پورے ہونے کے باوجود سستی اور تاخیر کرتے ہیں اور پھر وہ آخرکار دیگر مصروفیات کی وجہ سے معذور ہوجاتے ہیں۔ان کے بارے میں آپ کی شرعی رائے کیا ہے۔بعض اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ باپ اپنے بیٹوں کو کوئی گزند پہنچنے کے ڈر سے فریضۂ حج کی اَدائیگی سے روک دیتے ہیں یا پھر یوں کہہ دیتے ہیں کہ یہ ابھی چھوٹے ہیں جب کہ ان پر فریضۂ حج کی شرائط پوری ہورہی ہوتی ہیں۔ والدین کے اس فعل کا کیا حکم ہے اور اس مسئلہ میں بیٹوں کا ان کی اِطاعت کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ بات معروف ہے کہ حج اسلام کے اَرکان میں سے ایک رکن اور اس کی عظیم بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے۔ لہٰذا جب کسی کے حق میں حج کے وجوب کی شرائط پوری

© rasailojaraid.com

ہوجائیں تو اس وقت تک اس شخص کا اسلام مکمل نہیں ہوتا، جب تک وہ حج نہ کرلے اور جس کے حق میں حج کے وجوب کی شرائط پوری ہوجائیں، اس کے لیے حج کو مؤخر کرنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اَحکام کو فوری بجا لانا چاہئے، اس بنا پر کہ انسان نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ آئندہ کیا پیش آنے والا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ وہ تنگدست ہوجائے یا حالت مرض میں مبتلا ہو جائے یا مرجائے۔ ماں باپ کے لئے اپنے بیٹوں کو جب کہ ان پر حج کی شرائط پوری ہورہی ہوں اور دین واَخلاق کے اعتبار سے اُنہیں شریکِ سفر بھی میسر ہوں، جائز نہیں کہ وہ اُنہیں فریضۂ حج سے روکیں اور نہ بیٹوں کے لیے جائز ہے کہ ان پر حج فرض ہوجانے کے بعد اپنے ماں باپ کی اس مسئلہ میں اطاعت کریں، کیونکہ «لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق» ''خالق کی معصیت میں مخلوق کی اِطاعت جائز نہیں'' سوائے اس کے کہ والدین کوئی شرعی عذر پیش کریں تو اس عذر کے زائل ہونے تک حج میں تاخیر کی جاسکتی ہے۔ (ص۵۰۰،۵۰۱)

قرض دار کا حج

③ **سوال:** کیا مقروض شخص پر حج کرنا لازمی ہے؟

جواب: جب انسان پر اس کے پاس موجود مال کے برابر ہی قرض ہو تو اُس پر حج واجب نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ نے حج اسکی استطاعت رکھنے والے پر ہی فرض کیا ہے، فرمانِ ربانی ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (آلِ عمران:۹۷)

''اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس کے گھر تک جانے کی استطاعت رکھے وہ حج کرے۔''

اور جس کا قرض اس کے پاس موجودہ مال پر حاوی ہوجائے، گویا وہ حج کی استطاعت والا نہیں ہے۔ اس صورت میں پہلے وہ اپنا قرض ادا کرے پھر اس کے لیے آسانی ہو تو حج کرے۔ ہاں اگر قرض اس کے پاس موجود مال سے اتنا کم ہے کہ بچے ہوئے مال سے حج کرسکتا ہے تو وہ اپنا قرض اُتار کر حج کرے، چاہے وہ حج فرض ہو یا نفل۔ اگر فرض حج ہے تو اُسے ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہئے اور نفلی حج میں اسے اختیار ہے اگر ادا کرنا چاہے تو کرے، نہ کرنا چاہے تو اس پر گناہ نہیں ہے۔ (ص۵۰۱)

© rasailojaraid.com

حجِ بدل کرنے والے کے پاس حج کے خرچ سے بچ جانیوالی رقم کا حکم

④ **سوال:** جب کوئی انسان کسی دوسرے کے لیے اُجرت لے کر حج کرے اور اس خرچ میں سے رقم بچ جائے تو کیا دینے والا یہ رقم واپس لے سکتا ہے؟

جواب: جب کوئی کسی سے حج کے لیے رقم لے اور حج ادا کرنے کے بعد رقم بچ جائے تو بچ جانے والی رقم دینے والے کو واپس کرنا لازم نہیں، سوائے اس کے کہ اس نے حج کرنے والے کو کہا ہو کہ اس میں سے حج کرلو اور یوں نہ کہا ہو کہ اس کے ساتھ حج کرلو، کیونکہ جب اس نے یہ کہا کہ ''اس میں سے حج کرلو۔'' تو اس صورت میں حج کرنے والے کو بچ جانے والی رقم لوٹانا ضروری ہے اور اس کا یہ کہنا ''اس کے ساتھ حج کرلو۔'' اس سے حج کرنے والے کو رقم لوٹانا ضروری نہیں، اِلا یہ کہ رقم دینے والا شخص حج کے اخراجات سے واقف نہ ہو اور اسے یہی گمان ہو کہ حج کے بہت زیادہ اخراجات ہوتے ہیں۔ اسی عدمِ واقفیت کی بنا پر وہ حج کرنے والے کو زیادہ رقم دے دیتا ہے۔ اس صورت میں رقم لینے والے پر واجب ہے کہ خرچ کی تفصیلات اسے بتا دے کہ حج میں یہ یہ خرچ ہوا ہے اور آپ نے مجھے استحقاق سے زیادہ رقم دے دی ہے۔ اب اگر رقم دینے والا یہ رقم واپس نہ لے اور اسے دے دے تو لینے والے کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ص:۴۰۹)

عورت کا محرم کے بغیر حج اور بچے کا محرم بننا

⑤ **سوال:** جب عورت محرم کے بغیر حج کرے تو کیا اس کا حج ادا ہوجائے گا؟ کیا باشعور بچہ محرم ہوسکتا ہے؟ اور محرم کے بارے کیا شرائط ہیں؟

جواب: اس کا حج صحیح ہے، لیکن اس کا یہ عمل اور محرم کے بغیر سفر کو نکلنا حرام اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لا تسافر امرأة إلا مع ذي محرم» (صحیح بخاری:۱۸۶۲)

''عورت کسی محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔''

چھوٹا اور نابالغ بچہ محرم نہیں بن سکتا، کیونکہ وہ تو خود سرپرستی اور دیکھ بھال کا محتاج ہے اور

© rasailojaraid.com

جس کی اپنی حالت یہ ہو تو وہ کسی دوسرے کا محافظ اور والی کیسے بن سکتا ہے۔محرم کے لیے شرائط یہ ہیں کہ وہ مسلمان ہو، مذکر ہو، بالغ اور عاقل ہو وگرنہ وہ محرم کی تعریف میں نہیں آتا۔

اَفسوس ناک بات یہ ہے کہ بعض عورتیں ہوائی جہاز کے ذریعے بغیر محرم کے سفر کے بارے میں سستی کا مظاہرہ کرتی ہیں اور اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے محرم نے اُنہیں ایئرپورٹ سے جہاز کے روانہ ہوتے وقت رخصت کیا اور دوسرا محرم دوسرے ایئرپورٹ سے جہاز اُترتے وقت وصول کرلیتا ہے اور سفر کے دوران جہاز میں ویسے کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

درحقیقت یہ دلیل کمزور ہے، کیونکہ اس کا محرم اسے جہاز کے اندر جاکر تھوڑی رخصت کرتا ہے بلکہ وہ تو اسے لاؤنج میں داخل کرآتا ہے۔ بسااوقات جہاز کی اُڑان میں تاخیر ہوجاتی ہے جس سے اس وقت کے دوران عورت کے گم ہوجانے کا خطرہ موجود رہتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اُڑتا ہوا جہاز کسی وجہ سے اپنے ایئرپورٹ پر لینڈ نہیں کرسکتا تو اسے کسی اور ایئرپورٹ پر اُترنا پڑتا ہے ان حالات میں بھی عورت کے گم ہوجانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ طیارہ اپنے ایئرپورٹ پر تو اُتر جاتا ہے،لیکن اس عورت کا محرم بیماری یا نیند یا کسی ٹریفک حادثہ کی وجہ سے ایئرپورٹ پہنچ نہیں پاتا اور اسے ریسیو کرنے سے رہ جاتا ہے۔ بالفرض اگر مذکورہ تمام صورتیں نہ پیش آئیں یعنی جہاز بروقت آجائے اور اسے ریسیو کرنے والا محرم بھی بروقت ریسیو کرلے،لیکن ایک آفت پھر بھی موجود ہے کہ ہوسکتا ہے جہاز میں عورت کے پاس کسی ایسے شخص کی سیٹ ہو جو اللہ سے ڈرنے والا نہ ہو اور اس کے بندوں پر رحم کرنے والا نہ ہو، وہ اسے پھسلالے اور وہ عورت اس کے دھوکہ میں آجائے اور پھر وہ فتنہ وخرابی پیدا ہو جو اس طرح کے واقعات میں ہوتی ہے۔

لہٰذا عورت کو لازمی طور پر اللہ سے ڈر جانا چاہئے اور چاہیے کہ وہ محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ یہی شریعت اسلامیہ کا منشا ہے۔اس طرح عورتوں کے سرپرست مردوں پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ جنہیں اللہ نے اُن پر قوّام بنایا ہے کہ وہ اللہ سے ڈر جائیں اور اپنی عورتوں کے بارے میں سستی نہ برتیں کہ جس سے اُن کی دینی حمیت وغیرت جاتی رہے۔انسان کو اس کے

© rasailojaraid.com

گھر والوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُس کے پاس امانت کے طور پر دیا ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحریم:٦)

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔'' (ص ۵۰۸)

حج وعمرہ کی نیت زبان سے کرنے کا حکم

⑥ **سوال:** حج وعمرہ کے وقت تلبیہ کے علاوہ نیت کا زبان سے ادا کرنا کیسا ہے؟

جواب: عمرہ کا تلبیہ یہ ہے: لبّيك عمرةً اور حج کے تلبیہ کے الفاظ لبّيك حجًّا (یہ حج وعمرہ کا زبانی اقرار ہیں، نہ کہ نیت) باقی نیت کے کوئی الفاظ نہیں یعنی عمرہ اور حج کرنے والا یہ نہیں کہے گا: اللهم إني أريد العمرة یااللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں یا اللهم إني أريد الحجّ یا اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں، کیونکہ ایسا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ (اس لیے کہ نیت دل کا فعل ہے۔) (ص:۵۱۳)

ہوائی جہاز میں نماز کی ادائیگی اور احرام باندھنا

⑦ **سوال:** ہوائی جہاز میں نماز کی ادائیگی کا طریقہ اور احرام باندھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: ہوائی جہاز میں نماز کی ادائیگی

کی درج ذیل صورتیں ہیں:

① نفل نماز وہ اپنی سیٹ پر بیٹھے پڑھ لے، اگرچہ ہوائی جہاز کا رخ جس سمت میں بھی ہو۔ رکوع اور سجدے اشارہ سے کرے اور سجدوں میں رکوع سے نسبتاً زیادہ جھکے۔

② فرض نماز ہوائی جہاز میں صرف اس صورت میں پڑھ سکتا ہے جب تمام نماز میں قبلہ کی سمت درست رہے اور رکوع وسجود اور قیام وقعود کی ادائیگی ممکن ہو۔

© rasailojaraid.com

③ اگر ایسا ناممکن ہو تو وہ نماز کو مؤخر کردے اور جب جہاز اُترے تو زمین پر نماز ادا کرے۔ اگر اس کو جہاز کے اُترنے سے پہلے نماز کے وقت کے نکل جانے کا خوف ہو تو نماز کو اگلی نماز تک مؤخر کرلے اور دونوں نمازوں کو جمع کرلے: ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشا کے ساتھ۔ اگر اس کو دوسری نماز کے وقت کے نکل جانے کا ڈر ہو تو وہ ہوائی جہاز میں ہی دونوں کو پڑھ سکتا ہے اور نماز کی شرائط و ارکان اور واجبات کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً اگر طیارہ غروبِ شمس سے ذرا پہلے پرواز کرتا ہے اور وہ ابھی فضا میں ہے کہ سورج غروب ہوجاتا ہے تو اس حالت میں وہ ہوائی جہاز میں نماز نہ پڑھے بلکہ جہاز کے اُترنے کے بعد زمین پر نماز ادا کرے۔ البتہ اگر اسے مغرب کے وقت کے نکل جانے کا خطرہ ہو تو وہ عشا کی نماز تک مغرب کو مؤخر کرلے اور اُترنے کے بعد 'جمع تاخیر' کرلے اور اگر اسے عشاء کی نماز کے وقت کے نکلنے کا ڈر ہو تو وہ مغرب اور عشا جہاز ہی میں پڑھ لے، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ عشا کا وقت آدھی رات تک ہوتا ہے۔

④ ہوائی جہاز میں فرض نماز کا طریقہ اس طرح ہے کہ وہ نماز کے لیے قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہوجائے۔ اللہ اکبر کہے، سورۂ فاتحہ سے پہلے استفتاح کی مسنون دعا پڑھے۔ اس کے بعد قرآن کا کچھ حصہ، پھر رکوع کرے پھر رکوع سے اُٹھے اور اطمینان سے کھڑا ہوجائے۔ پھر سجدہ کرے پھر سجدہ سے اُٹھتے ہوئے بھی اطمینان سے بیٹھے پھر دوسرا سجدہ کرے۔ باقی نماز اسی طرح اطمینان سے پڑھے۔ اگر اس کے لیے سجدہ کرنا مشکل ہو تو وہ بیٹھ جائے اور بیٹھے بیٹھے اشارہ سے سجدہ کرے۔ اسی طرح اگر وہ قبلہ کی سمت نہ جان سکے اور نہ کوئی قابل اعتماد انسان سے اسے معلوم ہو تو خود کوشش کرے اور اپنے اندازے سے ایک طرف منہ کرکے نماز کے لیے کھڑا ہوجائے۔

⑤ ہوائی جہاز میں بھی مسافروں کی طرح نماز پڑھی جائے یعنی چار رکعات والی نماز کی دو رکعتیں جیسا کہ دوسرے مسافر پڑھتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

ہوائی جہاز میں حج وعمرہ کے لیے اِحرام باندھنے کا طریقہ

اس کی بھی چند صورتیں ہیں:

① حج یا عمرہ کے لیے روانہ ہونے والا گھر سے ہی غسل کرے اور اپنے معمول کا لباس پہنے رکھے اور اگر چاہے تو احرام باندھ لے۔

② اگر اس نے پہلے سے احرام نہ باندھا ہو تو جب طیارہ اس کے میقات پر آئے تو وہ احرام باندھ لے۔

③ جب ہوائی جہاز میقات پر آ جائے تو حج وعمرہ کی نیت کرے۔ اپنے حج یا عمرہ کی نیت کے مطابق تلبیہ پڑھے۔

④ اگر اس نے جہاز کے میقات پر آنے سے پہلے غفلت سے بچتے ہوئے اور بھول جانے کے خوف سے اِحرام باندھ لیا تو کوئی حرج نہیں۔ (ص:۵۱۶تا۵۱۸)

احرام باندھنے کے بعد غسل کرنا

⑧ **سوال:** کیا محرم غسل کرسکتا ہے؟

جواب: محرم کے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں، چاہے وہ ایک دفعہ غسل کرے یا دو دفعہ اور یہ نبی ﷺ سے ثابت ہے لیکن احرام کی حالت میں اگر وہ محتلم ہوجاتا ہے تو اس پر غسل واجب ہوجائے گا اور احرام کے لیے غسل سنت ہے۔ (ص:۵۱۹)

اِحرام باندھنے کے لیے نماز کا حکم

⑨ **سوال:** کیا اِحرام کے لیے کوئی نماز ہے؟

جواب: اِحرام کے لیے کوئی مخصوص نماز نہیں ہے لیکن جب انسان اپنے میقات پر پہنچ جائے اور فرض نماز کا وقت بھی قریب ہو تو افضل یہی ہے کہ وہ احرام کو مؤخر کردے۔ پہلے فرض نماز ادا کرے پھر اِحرام باندھے اور اگر وہ ایسے وقت میں میقات پہنچا ہے کہ اس وقت کسی فرض نماز کا وقت نہیں تھا تو وہ جنابت کے غسل کی طرح غسل کرے، خوشبو لگائے اور احرام کے کپڑے پہن لے۔ اگر اس وقت چاشت کا وقت ہے تو چاہے تو پڑھ لے، اگر

© rasailojaraid.com

چاشت کا وقت نہیں تو تحیۃ الوضو ادا کرے اور اسکے بعد احرام باندھے، یہ مستحسن عمل ہے باقی احرام کے لیے کوئی خاص نماز نہیں اور نہ ہی نبی ﷺ سے ایسی کوئی نماز ثابت ہے۔(ص:۵۱۹)

احرام کی حالت میں کنگھی کرنا

⑩ **سوال:** کیا احرام کی حالت میں کنگھی کرنا جائز ہے؟

جواب: محرم کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کنگھی کرے بلکہ محرم کے لیے یہی ہے کہ اسے پراگندہ بالوں اور غبار آلود رہنا چاہئے، البتہ اس کے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ سر میں کنگھی کرنے سے بالوں کے گرنے کا اندیشہ ہے، لیکن اگر غیر ارادی طور پر کھجلی وغیرہ کرنے سے بال گر جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ بال گرانے میں اس کا ارادہ شامل نہیں تھا۔ اسی طرح محرم کے لیے ایسے تمام ممنوع اُمور جن کا انسان غیر ارادی طور پر یا بھول اور غلطی سے ارتکاب کر لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (الاحزاب:۵)

''تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ گناہ وہ ہے جس کا ارادہ تم دل سے کرو اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ (البقرۃ:۲۸۶)

''اے ہمارے ربّ ہم نے بھول اور خطا سے کیئے کاموں کا مؤاخذہ نہ کرنا۔''

تو اللہ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کر دیا۔

خاص طور پر محرم کے لیے شکار کرنا ممنوع ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾ (المائدۃ:۹۵)

اس آیت میں مُتعمّدًا کی قید اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ جس نے جان بوجھ کر شکار نہ کیا تو اس پر فدیہ نہیں ہے۔ یہ قید احترازی ہے اور حکم کے لیے مناسب ہے جو جان بوجھ کر

© rasailojaraid.com

کرے تو اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ بدلہ دے اور جو غیر ارادی طور پر شکار کرے تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ بدلہ نہ دے۔ دین اسلام سہولت اور آسانی کا دین ہے۔ اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی انسان بھول کر یا لاعلمی میں ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کرلے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں اور نہ اس کا حج وعمرہ فاسد ہوتا ہے جیسا کہ جماع سے فاسد ہوجاتا ہے شرعی دلائل اسی کے متقاضی ہیں جس کا ہم اشارہ کرآئے ہیں۔(ص:۵۲۲)

محرم چھتری استعمال کرسکتا ہے اور بیلٹ باندھ سکتا ہے

⑪ **سوال:** محرم کے لیے چھتری کا استعمال کیسا ہے؟اور ایسی بیلٹ باندھنے کا کیا حکم ہے جب کہ اس پر سلائی کی گئی ہوتی ہے؟

جواب: سورج کی تپش سے بچنے کے لیے سر پر چھتری تاننے میں کوئی حرج نہیں اور یہ نبی ﷺ کی طرف سے محرم مرد کے سر ڈھانپنے کی ممانعت میں نہیں آتا، کیونکہ یہ سر کو ڈھانپنا نہیں ہے بلکہ تپش اور گرمی سے بچاؤ کے لیے سایہ کرنا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ

"آپ ﷺ کے ساتھ اُسامہ بن زیدؓ اور بلالؓ تھے۔ ان دونوں میں سے ایک نے آپ کے اونٹ کی مہار تھام رکھی تھی اور دوسرے نے گرمی سے بچانے کے لیے آپ ﷺ پر کپڑا تانا ہوتا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی اور دوسری روایت میں ہے کہ دوسرے نے رسول اللہ ﷺ کے گرمی سے بچانے کے لیے سر پر کپڑا اُٹھایا ہوا تھا۔ (رقم الحدیث:۱۲۹۸)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اِحرام کھولنے سے پہلے احرام کی حالت میں کپڑے کو چھتری کے طور پر استعمال کیا تھا۔

اسی طرح اِزار پر بیلٹ باندھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، سوال میں درج "اس پر سلائی کی گئی ہوتی ہے" والے نکتے کی وضاحت یہ ہے کہ یہ بعض عوام کا اپنا خیال ہے جو اُنہوں نے علماء کے اس قول کو "محرم پر سلا ہوا کپڑا احرام ہے۔" سے اَخذ کیا ہے۔ اس سے اُنہوں نے یہ مفہوم لیا کہ کوئی بھی سلی ہوئی چیز پہننا حرام ہے۔ حالانکہ حقیقت اس طرح نہیں ہے بلکہ علماے کرام کے 'سلے ہوئے کپڑوں' سے مراد وہ تیار شدہ کپڑا ہے جو باقاعدہ کسی عضو کے برابر تیار کیا جاتا ہے اور اسے معمول کے مطابق پہنا جاتا ہے جیسے قمیص اور شلوار وغیرہ، لہٰذا اہل علم کے قول

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

سے مراد ہر سلی ہوئی چیز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اگر پیوند شدہ چادر سے احرام بنا لے یا تہہ بند بنا لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس میں پیوندکاری سلائی سے کی ہوتی ہے۔

(ص:۵۲۴،۵۲۵)

طوافِ وداع و اِفاضہ سے پہلے حیض آ جانے پر عورت کیا کرے؟

⑭ **سوال:** حج کرنے والی عورت کیلئے طوافِ وداع سے پہلے حیض آ جانے پر کیا حکم ہے؟

جواب: اس عورت کے بارے میں کہ جو طواف افاضہ کر چکی ہے اور مناسکِ حج بھی مکمل کر چکی ہے، صرف اس کا طوافِ وداع رہتا تھا کہ اسے حیض آ گیا تو اس حالت میں اس عورت سے طوافِ وداع ساقط ہوجائے گا جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ: «أمر الناس أن يكون آخر عهدهم بالبيت إلا أنه خفّف عن الحائض» (صحیح بخاری:۱۳۲۸)

''لوگوں کو حکم کیا گیا ہے کہ ان کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہو مگر حائضہ عورت کے لیے اس میں تخفیف کر دی گئی ہے۔''

اسی طرح جب نبی ﷺ کو بتایا گیا کہ صفیہ بنت حیی کے مخصوص ایام شروع ہو چکے ہیں اور وہ طوافِ افاضہ کر چکی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: « فانفروا إذن» (صحیح بخاری:۱۷۵۷) اور حضرت صفیہ سے طوافِ وداع ساقط کر دیا۔

جہاں تک طوافِ افاضہ (حج) کا تعلق ہے تو وہ حیض میں بھی ساقط نہیں ہوتا، اس کی یہی صورت ہوتی ہے کہ یا تو عورت مکہ میں ٹھہر جائے اور پاک ہوجانے کے بعد طوافِ افاضہ کرے یا پھر اپنے شہر میں چلی جائے اور پاک ہونے کے بعد طوافِ افاضہ کرے۔ اب جب وہ طواف افاضہ کے لیے آئے تو بہتر یہی ہے کہ وہ عمرہ کرے، سعی کرے اور بال کٹوائے تب اپنا باقی رہ جانے والا طواف یعنی طوافِ افاضہ کرے۔

اگر اس طرح کی کوئی صورت ممکن نہ ہو اور عورت کے لئے بعد میں آنے کی گنجائش بھی نہ ہو تو حیض کی جگہ پر کوئی ایسی چیز رکھ لے جس سے نزولِ حیض رک جائے اور مسجد بھی خراب نہ ہو پھر اس صورت میں راجح قول کے مطابق نظریۂ ضرورت کے تحت وہ طواف کر سکتی ہے۔

(ص:۵۲۹،۵۳۰)

© rasailojaraid.com

عورت کے لیے احرام کا لباس کیسا ہو

⑬ **سوال:** احرام والی عورت کے لیے احرام کے کپڑے بدلنا جائز ہیں؟ اور کیا عورت کے لیے احرام کا کوئی خاص لباس ہے؟

جواب: محرمہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ احرام کے علاوہ کپڑے بدل سکتی ہے، چاہے اسے کپڑے تبدیل کرنے کی حاجت ہو یا نہ ہو بشرطیکہ وہ لباس اس کی زینت کو مردوں کے سامنے عیاں نہ کررہا ہو۔ لہٰذا یہ خیال رکھتے ہوئے عورت کے کپڑے تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عورت کے لیے احرام کا کوئی مخصوص لباس نہیں ہے بلکہ وہ جس طرح کا چاہے لباس پہن سکتی ہے، لیکن وہ نقاب اور دستانے نہیں پہن سکتی ، نقاب سے مراد کپڑے کا وہ ٹکڑا ہے جو چہرے پر رکھا جاتا ہے اور اس میں آنکھ کے لیے سوراخ ہوتا ہے اور دستانے وہ ہوتے ہیں جو ہاتھوں پر چڑھائے جاتے ہیں۔ جبکہ مردوں کے لیے احرام کا خاص لباس ہوتا ہے، جس میں تہ بند، چادر، قمیص اور عمامہ نہیں پہن سکتا، اس طرح ٹوپیاں اور موزے بھی نہیں پہن سکتا۔ تاہم عورت کے لیے جرابیں اور موزے پہننے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے عورتوں کو دستانوں سے منع کیا ہے جب کہ جرابوں کی ممانعت وارد نہیں۔ (ص:۵۳۳)

بھول کر یا لاعلمی میں اِحرام کے ممنوعات کے مرتکب کا حکم

⑭ **سوال:** جو شخص بھول کر یا لاعلمی میں اِحرام کے ممنوعات کا اِرتکاب کرلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب اس نے احرام باندھنے کے بعد ممنوعات احرام میں کسی کا ارتکاب کیا ہو اور اس نے ابھی نیت نہ کی ہو، کیونکہ اعتبار نیت کا ہی ہوگا نہ کہ صرف احرام کا پہن لینا۔ جب وہ نیت کرے اور حج یا عمرہ میں داخل ہوجائے اب اگر اس نے بھول کر یا لاعلمی میں ممنوعہ فعل کا اِرتکاب کرلیا تو اس پر کوئی حرج نہیں البتہ اگر وہ بھول رہا ہے تو اسے یاد دلا دیا جائے اور اگر وہ لاعلمی کا شکار ہے تو اس کی رہنمائی کردی جائے اس کے بعد اس پر لازم ہوجائے گا کہ وہ ان

© rasailojaraid.com

ممنوعات کا ارتکاب نہ کرے۔اس کی مثال یوں ہے:

محرم بھول کر سلا ہوا لباس پہن لے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی،لیکن جس وقت اسے یاد دلا دیا گیا تو اس پر یہ کپڑے اُتارنا واجب ہو جائے گا،اسی طرح اگر اس نے بھول کر شلوار پہنی ہوئی ہے اور اسے نیت کرنے اور تلبیہ کہنے کے بعد یاد آیا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ فوراً شلوار کی جگہ احرام کا کپڑا باندھ لے اور اس پر کوئی چیز واجب نہیں، اسی طرح اگر اس نے لاعلمی میں سویٹر جیسی چیز پہن لی ہے جس کی سلائی نہیں بلکہ وہ بنا ہوا ہوتا ہے اب اس کو یہی پتہ تھا کہ محرم کے لیے اَن سلے لباس میں کوئی حرج نہیں،لیکن اسے علم ہو جانے کے بعد کہ سویٹر جیسا لباس بھی ممنوع ہے اسے اتار دینا چاہیے۔

تمام ممنوعاتِ احرام میں یہ قاعدہ عامہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اگر انسان بھول کر یا لاعلمی میں یا مجبور کر دینے سے ان ممنوعات کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے پر کوئی کفارہ نہیں۔قرآن میں ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ (البقرہ:۲۸۶)

''اے ہمارے رب ہم سے ہماری بھول چوک کا مؤاخذہ نہ کرنا۔''

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔

اسی طرح فرمانِ خداوندی ہے:

﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾

''تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ گناہ وہ ہے جس کا ارادہ تم دل سے کرو۔'' (الاحزاب:۵)

ممنوعاتِ احرام میں سے شکار کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا﴾ (المائدۃ:۹۵)''جو شخص تم میں سے اس (شکار) کو جان بوجھ کر قتل کرے گا۔''

اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ ان ممنوعاتِ احرام کا تعلق لباس سے ہو،خوشبو سے،شکار سے،یا سر منڈوانے سے ہو،اگرچہ بعض علما نے ان میں فرق کیا ہے،لیکن صحیح بات یہی ہے کہ ان میں کوئی تفریق نہیں،کیونکہ یہ وہ ممنوعات ہیں جن میں انسان لاعلمی ،بھول اور مجبور کر دیئے جانے کی وجہ سے معذور ہے۔(ص۵۳۶،۵۳۷)

© rasailojaraid.com

طواف کے دوران جماعت کھڑی ہو تو طواف مؤخر کر دے

⑮ **سوال:** طواف کے دوران اگر جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کیا جائے؟ کیا طواف دوبارہ کیا جائے؟ اگر از سرنو شروع نہ کرے تو اس کی تکمیل کیسے ہوگی؟

جواب: اگر جماعت کھڑی ہو اور انسان حج ، عمرہ یا کوئی نفلی طواف کر رہا ہو تو طواف کو چھوڑ کر پہلے نماز پڑھ لے پھر طواف مکمل کرے اور دوبارہ سے شروع نہ کرے بلکہ وہیں سے شروع کرے جہاں سے چھوڑا تھا۔ اسی کو آگے مکمل کرے، لوٹانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس نے پہلے طواف کی بنا شرعی اِذن کے تقاضے کے مطابق کی تھی لہٰذا کسی شرعی نص کے بغیر اسے باطل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (ص:۵۳۹)

منیٰ میں رات گزارنے کے لیے جگہ نہ ہو تو انسان کیا کرے

⑯ **سوال:** جو شخص رات کو منیٰ میں آئے اور وہاں ٹھہرنے کی جگہ نہ ہو تو وہ نصف رات تک ٹھہرنے کے بعد باقی وقت مسجدِ حرام میں گزارنے کے لیے جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگرچہ یہ فعل جائز ہے، لیکن ایسا کرنا مناسب نہیں، کیونکہ حاجی کے لیے یہی ہے کہ وہ ایامِ تشریق میں رات دن منیٰ میں رہے۔ اگر اسے جگہ نہیں ملتی تو منیٰ میں موجود خیموں میں سے آخری خیمہ کے ساتھ پڑاؤ کرے، چاہے وہ جگہ منیٰ سے باہر آتی ہو، لیکن یہ بھی اس وقت ہے جب اس نے جگہ ڈھونڈنے کی پوری کوشش کی ہو اور جگہ نہ ملی ہو۔ ہمارے دور کے بعض صاحبِ علم کا موقف ہے کہ اگر انسان کو منیٰ میں جگہ نہ ملے تو اس سے منیٰ میں وقت گزارنے کا حکم ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے لیے اس حالت میں مکہ یا کسی دوسری جگہ رات گزارنا جائز ہے اور اہل علم کا یہ موقف اس مسئلہ پر قیاس ہے کہ جس طرح وضو میں اعضا کا دھونا ہوتا ہے اور اگر کوئی عضو موجود ہی نہ ہو تو اس عضو کا دھونا ساقط ہو جاتا ہے، اس پر قیاس کرتے ہوئے وہ اس کے لیے منیٰ میں رات ٹھہرنے کو ساقط کرتے ہیں۔ لیکن یہ موقف محل نظر ہے، کیونکہ ساقط ہونے والا عضو طہارت سے متعلقہ ہے اور وہ تو موجود ہی نہیں ہے جبکہ یہاں رات گزارنے سے مقصود لوگوں کا اُمتِ واحدہ کے طور پر اکٹھا ہونا ہے، لہٰذا انسان کے لیے یہی واجب ہے کہ وہ حاجیوں کے ساتھ آخری خیمہ کے پاس ڈیرہ لگالے۔ اس کی مثال یہ ہے

© rasailojaraid.com

کہ جب مسجد لوگوں سے بھر جاتی ہے تو لوگ مسجد کے ارد گرد خالی جگہ پر صفیں بنا لیتے ہیں، لیکن اس میں بھی صفوں کا باہم ملنا ضروری ہوتا ہے تا کہ ایک جماعت تصور ہو۔ منیٰ میں رات بسر کرنے کی یہ درست مثال ہے نہ کہ کٹے ہوئے ہاتھ کی۔ واللہ اعلم (ص:٥٦٧)

غلافِ کعبہ کو تبرکاً چھونا

⑰ **سوال:** غلافِ کعبہ کو تبرکاً چھونا جائز ہے؟

جواب: کعبہ کے غلاف کو تبرک حاصل کرنے کے لیے چھونا بدعت ہے، کیونکہ نبی ﷺ سے ایسا ثابت نہیں ہے۔ سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ نے جب بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس کے تمام اَرکان کو چھونا شروع کر دیا تو عبد اللہ بن عباسؓ نے ان کے اس فعل پر نکیر کی۔ سیدنا معاویہؓ کا جواب یہ تھا کہ بیت اللہ کی کسی چیز کو چھوڑا نہیں جا سکتا جس پر سیدنا ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''تمھارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔'' اور میں نے نبی ﷺ کو دو یمانی رکنوں یعنی حجر اَسود اور رکن یمانی کو چھوتے دیکھا ہے۔ یہ اثر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہمیں بھی کعبہ اور اس کے اَرکان کو چھونے میں سنت سے ثابت اَحکام پر عمل پیرا ہونا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ کے اُسوہ حسنہ سے مراد یہی ہے۔ باقی رہا مسئلہ حجر اسود اور دروازے کے درمیان موجود ملتزم سے چمٹنے کا تو وہ صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے کہ انھوں نے یہاں کھڑے ہو کر ملتزم سے چمٹتے ہوئے دعا کی تھی۔ واللہ اعلم (ص ٥٤٨)

موتُ العالِمِ موتُ العالَم

یہ خبر اہل علم میں بڑے افسوس سے پڑھی جائے گی کہ ممتاز عالم دین مولانا عبد الرحمٰن عزیز حسینوی ۲ ستمبر ۲۰۰۹ء بعد نمازِ ظہر دنیا فانی کو چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے إنا لله وإنا إليه راجعون مرحوم دو درجن سے زائد کتب اور بیسیوں مضامین کے مصنف تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعئ جمیلہ کو قبول فرماتے ہوئے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین